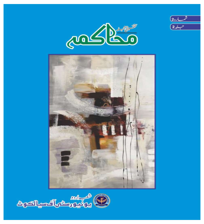

علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

گلشن اقبال

پی ایچ ڈی اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر محمد خرم یاسین

لیکچرار شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

راجہ گِدھ کا ایک ذہنی پسماندہ کردار "قیوم" نفسیات کے آئینے میں

Psycho Analysis of an Abnormal Character of "Raja Gidh": Qayum

Gulshan Iqbal

Ph.D Scholor, GC University, Faisalabad

Dr. Muhammad KhuramYasin

Lecturer Urdu, GCWU Sialkot

ABSTRACT

Bano Qudsia remained most eminent Urdu novelist among her contemporaries. Her Novel "Raja Gidh" Provides deep insight of human nature and psychology. Psychology, being the collective study of the conscious and unconscious aspects of the human mind, along with behavior, serves as a reflection and depiction of an individual's psychology. Consequently, the psychological analysis of a person plays a vital role in understanding their personality and character traits. In the novel "Raja Gidh," Bano Qudsia adeptly portrays numerous characters with a deep psychological understanding.. The most important character "Qayyum" is the true reflection of a mean, negative, morally corrupt and depressed personality. In this article

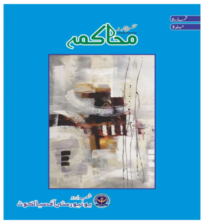

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

psychoanalysis of Qayyum is presented to bring into lime light the problems of this character .

Keywords:BanoQudsia, Psychoanalysis, Young, ZakiaMushhadi, Saleem Akhtar, Qayyum

بانو قدسیہ کاناول "راجہ گدھ" (1981) ایک کامیاب اور معتبر تخلیق کے روپ میں اردوادب کے افق پر ابھرا۔اس کا مرکزی خیال رزق حلال و حرام کے اسلامی تصور پر رکھا گیااور موضوع رزق حرام کے خطرناک انجام سے عبارت ہے۔رزق حرام کو جب معاشرے میں فروغ مل رہا ہو تو وہ انفرادی سطح پر فرد اور اجتماعی سطح پر معاشرہ اخلاقی اور روحانی زوال سے دوچار ہو جاتا ہے اس ناول میں مصنفہ نے نفسیاتی بصیرت سے کام لیتے ہوئے ناول سکی؛ -- کی ہے۔نفسیات کا تعلق انسانوں کی عادات واطوار، ذہنی رویوں اور کرداری لغزشوں سے ہوتا ہے۔نفسیات خام مال کے طور پر انسانوں اور ان کی زندگی کے نارمل اورابنارمل پہلوؤں کو لیتی ہے۔جہاں تک انسانی ذہن کی متنوع کارکردگیوں اور ان سے وابستہ لاشعوری محرکات کا تعلق ہے تو ناول میں تمام کرداروں کی تحلیل نفسی نظر آتی ہے۔

بنیادی طور پر یہ ایک اخلاقی ناول ہے جس کا مقصد بالواسطہ عوام کی توجہ رزق حلال کی طرف مبذول کرانااور رزق حرام سے نفرت پیدا کرنا ہے۔رزق حرام پر پلی ہوئی انسانی مخلوق روحانی واخلاقی دیوالیہ پن کا شکار اور دیوانگی میں مبتلا ہو جاتی ہے یہی دیوانگی انسانی لاشعور سے تعلق رکھتی ہے اور شعور میں بے چینیوں کا سبب بنتی رہتی ہے جس کے خطرناک نتائج جرائم اور خودکشی کی صورت میں سامنے آتے ہیں زنا جیسا گناہ کبیرہ بھی اسی کا ایک روپ ہے جو انسان کو آخرکار مایوسی اور ناکامی کے اندھیرے میں ڈبو دیتا ہے۔اگر دیوانہ پن کی وجہ رزق حرام کھانا ہے تو انسان کی اس کی طرف رغبت کیوں ہے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ انسان کی ابتداء کی طرف لے جاتا ہے آدم و حوا کی کہانی یہ بتاتی ہے کہ انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ حرام کی جانب متوجہ ہو؟ایک اور سوال یہ بھی ہے کہ کیا یہاں انسان کی فطرت پر جبریت طاری ہے؟ ان سوالات کے جوابات کے ضمن میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے جس کا ملخص پیش کیا جائے تو یہی کہ جاسکتا ہے کہ انسان فطرتاً تجسس پسند ہے اور

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

دنیا ایک امتحان گاہ ہے۔ اس لیے حرام سے بچنا اس کے لیے ایک نفسیاتی کشمکش کا باعث بنتی ہے۔ انسان اپنی حیات میں اپنے حالات سے متاثر ہو کر مختلف تجربات کر کے انفرادیت حاصل کرتا ہے۔ اس کے کردار وافعال اس کے لاشعور کی اساس پر سرانجام پاتے ہیں۔ لاشعور میں موجود ذہنی و جذباتی ناآسودگیاں عقل و شعور کو سلب کر کے انسان کو دیوانگی کے غار میں دھکیل دیتی ہیں۔

مصنفہ نے دیوانگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے کہ جب انسان ترقی کرتا ہے تو وہ دیوانگی کی طرف بڑھتا ہے اس کی دیوانگی منفی بھی ہو سکتی ہے اور مثبت بھی؛ یہ انسان کے لاشعوری محرکات پر منحصر ہے۔ دیوانگی مثبت ہو تو عظیم سائنسی ایجادات ایسے ثمرات نظر آتے ہیں، اور اگر منفی ہو تو انسانیت تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتی ہے۔ "راجہ گدھ" میں بانو قدسیہ نے انسان کی ذہنی اختراعات اور طاقت کو دین کے حوالے سے بھلائی اور فلاح کی طرف موڑنے کی کاوش کی ہے ناول کے کردار جو زندگی کے سفر میں مختلف ذہنی اور جذباتی تجربات سے گزرتے ہیں ان سب کی ذہنی و جذباتی پیچیدگیوں کو اس ناول میں بڑی مہارت سے قلم بند کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں بانو قدسیہ لکھتی ہیں:

> "یہ پاکستان کی نوجوان نسل (جو ۴۷ء کے بعد پیدا ہوئی) کی ذہنی و جذباتی پیچیدگیوں اور روحانی اضطراب کی کہانی ہے ۴۷ء میں پاکستان کے قیام کے بعد جو معاشرہ پروان چڑھا اس کی بنیاد مادیت پر رکھی گئی۔ رفتہ رفتہ جاگیر داروں اور نوابوں کی جگہ سرمایہ دار طبقہ ابھرا۔ مادہ پرستی اور ظاہری آرائش و زیبائش کا زور بڑھتا گیا۔ نتیجے میں حساس ذہن رکھنے والے انسانوں کے اندر ایک روحانی اضطراب اور کشمکش کی کیفیت پیدا ہوئی۔"(۱)

ناول کا بنیادی کردار "قیوم" ہے جو مختلف ذہنی اور جذباتی تجربات سے گزرتا ہے اور مخصوص سماجی ماحول میں رہتے ہوئے پورے سماج سے کٹا ہوا تنہا آدمی ہے۔ ناول کو نفسیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کا اصل موضوع "جدید مادی

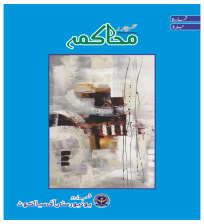

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

معاشرے میں فرد کی تنہائی" ہے۔ تنہائی کے اس تجربے میں ناول کے تمام اہم کردار قیوم، سیمی، امتل اور پروفیسر سہیل شامل ہیں۔ یہ تمام کردار نفسیاتی کشمکش اور مسائل کا شکار نظر آتے ہیں۔ اس سے ناول میں ایسے جنم لیتے ہیں اور ذہنی پسماندگی کے حامل یہ کردار ذہن وروح میں زندگی کی بے معنویت کا احساس لیے ہوئے موت سے ہم آغوشی کی خواہش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

"قیوم" کی زبانی صیغہ واحد متکلم یعنی "میں" کے ذریعے کہانی کو بیان کیا گیا ہے۔ قیوم کے کردار کے ذریعے جو بھی تجربات اور واقعات سامنے آتے ہیں وہ دراصل تخلیق کار کے اپنے تصورات و نظریات ہیں۔ جو وہ اس طرح بیان کرتا ہے کہ قاری بھی زندگی کو اسی طرح دیکھے اور سمجھے اور وہی نتائج اخذ کرے جو خود تخلیق کار چاہتا ہے۔ نفسیات میں تخلیق کار اور تخلیقی عمل کے بارے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تخلیقی عمل ایک ایسی قوت کی مانند ہے جس کے سامنے تخلیق کار بے بس ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں ژونگ کے تصورات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کے مطابق تخلیقی عمل کی قوت یوں غالب آجاتی ہے کہ تخلیق کار محض ایک آلہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ باالفاظ دیگر وہ ایک نفسی معالج کے طور پر کرداروں کی تحلیل نفسی پیش کر کے قاری کے لاشعوری ہیجانات کو اجاگر کرنے پر مائل ہوتا ہے۔ اس ناول میں پوری قوم میں پھیلی ہوتی خرابیوں کی وجہ اور اس کے نتائج بیان کئے گئے۔ قیوم کا کردار جہاں انفرادیت کا حامل ہے وہیں وہ قوم کے اجتماعی لاشعور کی بھی نمائندگی کرتا ہے۔ فرد اور قوم کے تعلق کو ڈاکٹر سلیم اختر یوں بیان کیا ہے:

> "نفسیاتی نقطہ نظر سے فرد اور قوم کی بنیاد ایک ہی ہے۔ صرف انداز اظہار سے فرق پیدا ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرد اور قوم سو فیصد یکساں عوامل و محرکات کے تابع ہوتے ہیں اسی طرح قطرہ اور سمندر کی مثال کے موجب فرد کو بحر بداماں قطرہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔"(۲)

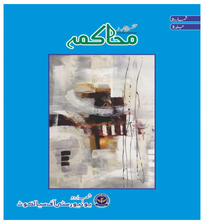

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"راجہ گدھ" میں ہر کردار اپنے وجود کی تنہائیوں میں سرگرم سفر ہے اور انجام کار تنہائی خودکشی، موت یا دیوانہ پن سے دوچار ہو جاتا ہے جو مصنفہ کی ذہن اختراع ہے۔ کرداروں پر سماج اور ماحول کے خاطر خواہ اثرات مرتب ضرور ہوتے ہیں لیکن اس میں اظہار و عمل اور انتخاب کی آزادی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل سے ہرگز دست بردار نہیں ہوتا۔ ناول میں مصنفہ نے ایک ماہر نفسیات کی طرح نہ صرف معاشرے کے ان حقائق سے پردہ اٹھایا ہے جو ذہنی و جسمانی اضطراب کا سبب بن رہے ہیں بلکہ ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقے بھی بتائے ہیں۔ کبھی مختلف رجحانات رکھنے والے آشرم قائم کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو کبھی یوگا کے ذریعے جسم اور روح دونوں کی تہذیب کی کوشش کی گئی۔ کبھی ناول میں صوفزم کا دور دورہ ہوتا ہے تو کبھی سائیں باباؤں کے توسط سے کشف و کرامات کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان تمام چیزوں میں مضطرب انسانوں نے پناہ لے کر اپنی ناآسودہ خواہشات کے کرب کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے آج سے ہزاروں سال قبل گوتم بدھ نے کہاں تھا کہ زندگی دکھ و غم کا منبع ہے یہ صرف موت ہی ہے جو ان سب دکھوں اور غموں سے نجات دلا سکتی ہے۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے وہ اپنے نفس کا غلام اور خواہشات کا پابند رہتا ہے۔ "راجہ گدھ" کا مرکزی کردار قیوم بھی اپنی زندگی میں محبت جیسے تلخ تجربے سے گزر کر اس حقیقت کو جان پاتا ہے۔ ناول کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "اب مجھ پر یہ حقیقت کھل رہی تھی کہ انسان جب تک چاہے جانے کی رب بننے کی آرزو رکھتا ہے وہ کبھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ چاہا جانا اور آزاد رہنا صلیب کے بازو ہیں جن پر آدمی مصلوب ہو جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ مجھے مہاتما بدھ کی سمجھ آئی کہ وہ کیوں خواہشات کو ختم کر کے اپنی مکتی چاہتا تھا۔ جب تک انسان میں ہلکی سی خواہش بھی ہو تو وہ تابع رہتا ہے۔ خواہش کی وجہ سے قیدی رہتا ہے۔ کبھی حاکم نہیں ہو سکتا۔" (۳)

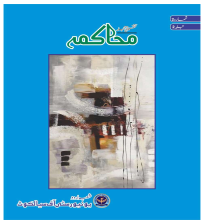

علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ
ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"راجہ گِدھ" میں ویسے تو کئی کردار متعارف کروائے گئے ہیں لیکن یہاں محض بنیادی کردار ہی زیر بحث لائے جا رہے ہیں۔ کرداروں کی ابنارملٹی کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے نفسیات اور ابنارملٹی کا ذکر ضروری ہے مصنف ایفریم روزن نے "ابنارمل نفسیات" مترجم ذکیہ مشہد نے لکھا ہے:

"ابنارمل کیفیت کی تشریح اس بے چینی کے درجے کی نسبت سے کی جاسکتی ہے جو ایک ابنارمل شخص کو محسوس ہوتی ہے اگر ایک شخص اس لیے افسردہ بے چین اور پریشان ہے کہ اپنے خیالات و محسوسات پر اس کا کوئی قابو نہیں رہ گیا ہے تو وہ ابنارمل کہلائے گا۔"(۴)

قیوم ناول کا سب سے اہم کردار ہے۔ وہ مردوں کی نفسیات کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ دراصل احساس کمتری میں مبتلا ہے جو ذہنی طور پر پسماندہ ہونے کا دوسرا نام ہے قیوم کے اندر سیمی شاہ کے لیے جو جذبات نمودار ہوتے ہیں ملاحظہ ہوں:

"اسے دیکھ کر میں اشتہاروں کی دنیا میں پہنچ گیا۔ اور وہ مجھے ہوائی سفروں پر بادلوں سے اوپر لے گئی۔ اس کا لب و لہجہ، لباس، اٹھنا بیٹھنا، جسم سے اٹھنے والی خوشبو سب اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ مجھ سے زیادہ مہذب ہے۔ اب میری انا کا یہی مسئلہ تھا کہ میں اس لڑکی کو پچھاڑ دوں اور اسے اپنی دیہاتی بیک گراؤنڈ میں گھسیٹ کر لے جاؤں جہاں وہ میری وجہ سے پچھاڑ کھا کر گرے اور مکمل طور پر دیہاتی ہو جائے۔"(۵)

مرد عموماً عورت کی ظاہری وضع قطع اور حسن و نمائش سے متاثر ہوتا ہے قیوم کا سیمی شاہ سے متاثر ہونا شعوری کیفیت ہے لیکن اپنے تحت الشعور میں وہ سیمی شاہ کو اپنی دیہاتی ماں سے متشابہ دیکھنا چاہتا ہے قیوم یہاں پر مردوں کی نفسیات کی نمائندگی کرتا ہے جو اپنی مرغوب عورت کو اس کی گدی سے اتار کر اپنی راہ پر چلانا چاہتا ہے۔

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ناول کے ابتدائی حصے میں سیمی شاہ اور آفتاب کا عشق پروان چڑھتا ہے اور قیوم آفتاب سے حسد کے جذبات رکھتا ہے رقیب سے حاسدانہ جذبات رکھنا قابل فہم کیفیت ہے گو کہ قیوم کی شخصیت اپنے بچپن کے کردار و واقعات کی بنا پر جزوی طور پر ابنارملٹی کی طرف مائل ہے لیکن ناول کے آغاز میں قیوم کا کردار ایسے نوجوان کا سا ہے جو مختلف اقسام کی پیچیدگیوں کا شکار ہے۔ بچپن میں اس کے والد اور ماسٹر غلام رسول کی شخصیات نے قیوم کی شخصیت پر منفی اثرات مرتب کئے وہ اس کی نفسیات کا حصہ بن گئے۔ سیمی سے ملنے کے بعد قیوم کی زندگی میں واضح تبدیلیاں آتی ہیں۔ شعوری طور پر قیوم کی حرکات و سکنات ایک نارمل انسان کی سی ہیں لیکن لاشعور میں اس کے بچپن کے جذبات و احساسات نے احساس کمتری کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اپنے اور آفتاب کے متعلق وہ یوں موازنہ کرتا ہے:

> "آفتاب جسم کے اعتبار سے بالکل یونانی تھا۔ اگر وہ کلاس میں موجود نہ ہوتا تو شاید میرا چراغ سب سے روشن ہوتا۔ ایک خاص قسم کا بغض حسد اور اللہ واسطے کا میرے دل میں اس کے خلاف پیدا ہو گیا۔"(۶)

وہ مزید سوچتا ہے کہ:

> "اگر میں گھاس ہوں تو آفتاب پھول ہے۔"(۷)

حالانکہ یہ صرف ذہنی اختراع ہے کہ ایک نارمل انسان اپنے آپ کو دوسروں سے کمتر خیال کرے۔ قیوم کی احساس کمتری کی کیفیت اس قدر اس کے حواس پر غالب ہوتی ہے کہ سیمی کے متعلق اس کی سوچ ملاحظہ ہو:

> "ہم دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے لیکن میری فیملی بیک گراؤنڈ کچھ ایسی تھی کہ میں نہ تو خود کبھی اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کی جرات کر سکا نہ ہی باتوں میں اپنی قلبی کیفیت بیان کر سکا۔"(۸)

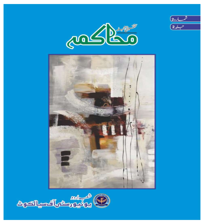

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

احساس، ادراک اور خیالات کے ساتھ جذباتی ردعمل کا وجود ہمیشہ پایا جاتا ہے کبھی تو یہ ردعمل واضح، شعوری محسوسات کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی مبہم۔ ذہنی مریض کے خوشی محبت، نفرت اور خوف کے جذبات نارمل افراد میں پائے جانے والے جذبات سے کسی نہ کسی حد تک مختلف ضرور ہوتے ہیں قیوم کے آفتاب سے نفرت اور سیمی شاہ سے محبت کے جذبات کا اس کے شعور میں چلنے والے خیالات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو کہ لاشعوری خلل کی مثال ہے:

> "لیکن آفتاب کو آگے آگے آتے دیکھ کر میرا جی چاہا کہ اسی وقت کوئی چھ فٹا نوجوان کہیں سے آجائے پھر آفتاب کو قتل کرکے وہ اس کی زیبا کے ساتھ فرار ہو۔ سارے سندھوری میز پوش ان پر سجے ہوئے بھاری بھاری کانسی کے برتن، پیسٹری ایش ٹرے تتر بتر ہوں۔ کاریں سفید کشمیری لڑکیوں کو پیک کرکے موٹی فربہ عورتوں کو بھگا کر نکل جائیں۔ نیلے سوئمنگ ٹینک میں تیرنے والی امریکی اور جرمن لڑکیاں چیخیں مار کر اوپر والے کمروں کو دوڑیں۔ آفتاب کی لاش، کمخواب کی شیروانی اور تلے کی جوتی سمیت سوئمنگ ٹینک پر تیرتی رہے۔ ہوٹل کا عملہ پولیس کے آنے تک اندر چھپا رہے اور چودھویں رات کے چاند کے علاوہ اس لاش کو دیکھنے والا اور کوئی نہ ہو پھر میں وائی ڈبلیو پہنچوں اور سیمی کو بتاؤں کہ زیبا کے سابق عاشق نے آفتاب کو قتل کردیا اور دولہن کے ساتھ فرار ہو گیا، سیمی نڈھال ہو کر میرے سینے سے آلگے۔"(۹)

ان اقتباس کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قیوم کے احساس کمتری کے جذبات غیر ضروری شدت کے حامل ہیں جو کہ نفسیاتی اور ذہنی عارضے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ ہیجان انگیز جذبات اور خیالات اس کو مسرت بخشتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ قیوم خود کو آفتاب سے کمتر خیال کرتا ہے وہ آسائشیں اور آسودگیاں جو آفتاب کو میسر ہیں قیوم ان تک

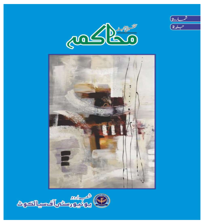

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

رسائی حاصل نہیں کر سکتا خاص طور پر سیمی شاہ کی توجہ اور محبت۔ ایسی صورت میں وہ ایسے مریضانہ سوچ کے ذریعے اپنی ناآسودہ خواہشات کی تسکین حاصل کرتا ہے۔ وہ بچپن کی محرومیاں جو اس کے لاشعور میں پنہاں تھیں، موقع ملتے ہی شعور کے پردے پر چھا جاتی ہیں جو ہیجان انگیز اور مشتعل جذبات کی صورت میں ابھرتے ہیں لیکن ان جذبات کی مناسب طریقے سے نکاسی نہ ہونے کی صورت میں جذبات کی غبار ذہن پر چھایا رہتا ہے۔ احساس کمتری، خود ترسی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

الفرائڈ ایڈلر نے اس بات پر زور دیا کہ ہر شخص اپنی برتری کے لیے کوشاں ہے یہ ایک نارمل اور صحت مند رجحان ہے لیکن ایسا شخص جو احساس کمتری میں مبتلا ہے اس کے اندر اس رجحان سے نجات حاصل کرنے کے لیے کچھ غیر حقیقی نصب العین متعین ہوتے ہیں جس سے انسان کی ذہنی پسماندگی کی نشاندہی ہوتی ہے قیوم بھی ایسا ہی کردار ہے جو آفتاب سے برتری بھی حاصل کرنا چاہتا ہے اور خود کو اس کی شخصیت سے منسوب بھی کرتا رہتا ہے جو کہ ایک غیر حقیقی رویہ ہے:

> "اس وقت پتہ نہیں کیوں میرے اندر ایک گہرا گیان پیدا ہوا۔ جسے استخارہ کر لینے کے بعد گومگو کی حالت ختم ہو جاتی ہے۔ میرے اندر آفتاب نے گھس کر دو چار ہاتھ کراٹے کے مارے اور قیوم کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد میرے اندر آفتاب ایسے بھرتا گیا جیسے بوتل میں پانی۔ سر کی اخروٹی ہڈی سے لے کر پیروں کی پیچیدہ ہڈیوں تک آفتاب بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس آفتاب کے آنے جانے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ جس وقت وہ چاہتا چلا جاتا اور قیوم سٹینڈ ٹو ہو جاتا۔ جس وقت وہ آتا قیوم خود ہی ڈرائیور کی سیٹ چھوڑ کر پچھلی سیٹ پر جا بیٹھتا۔"(۱۰)

نفسیاتی حوالے سے دیکھا جائے تو قیوم کے عصبی اختلال دراصل حقیقی مقاصد کی جگہ تخیلی مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی لاحاصل میں کوشاں ہیں۔ قیوم کو شدید قسم کی کشاکش، احساس محرومی اور نامساعد حالات کا سامنا رہتا ہے جن سے فرار

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کی کوئی راہ بھی نظر نہیں آتی۔ اس کالازمی نتیجہ نفسیاتی دباؤ stress کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس کی محبت پانے کی خواہش تشنہ رہ گئی تو اس کی خواہش اور ضرورت میں کشمکش کی سی حالت پیدا ہو گئی ایسی صورتحال تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔ ذہنی طور پر پسماندہ فرد اپنی ضرورت کو خواہش پر غالب آنے دیتا ہے جس سے ذہنی آسودگی کی بجائے جذباتی عدم توازن اور ناپختگی جیسے خواص جنم لیتے ہیں جیسا کہ قیوم سیمی شاہ کی محبت اور توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے تو صرف اپنی ضرورت کے تحت سیمی شاہ کے ساتھ جسمانی تعلقات قائم کرلیتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا وجود تسکین حاصل کرنے سے قاصر ہے قیوم کا اپنا وجود ہی بے معنی نظر آنے لگتا ہے:

> "سیمی باوفا تھی کیوں کہ وہ صرف احساس تشکر میں آکر قیوم کے وجود کر برداشت کرتی تھی۔ اور میں ان دونوں کے درمیان کیا تھا؟ میں اپنے آپ کو کس طبقے کس کلاس کس گریڈ میں رکھتا؟ شاید کرگس جاتی کے لوگوں کی کوئی category نہیں ہوتی۔ وہ تو محض لائن ہوتے ہیں۔ نہ دائرہ نہ چورکور نہ مستطیل محض لائن جو ان دائرں کی مستطیلوں کی سرحدیں متعین کرتی ہے۔"(۱۱)

قیوم اس قدر ذہنی دباؤ کا شکار ہے کہ اپنی محبوب ہستی کے ساتھ تعلق جڑنے کے بعد اس کی ذات خود ایک سوالیہ نشان بن کر رہ جاتی ہے۔ سیمی شاہ کی موت کے بعد قیوم مسلسل تشویش اور بے چینی (Anxiety) میں مبتلا رہتا ہے۔ ماہرینِ نفسیات Anxiety کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> "According to Psychodynamic theories, anxiety disorders / neurosis result from unconsious conflict."(12)

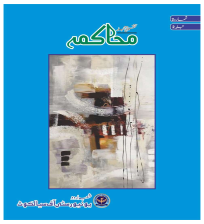

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ایک نارمل انسان ماحول اور حالات کے ساتھ مطابقت قائم کر کے اپنی اندرونی بے چینی (Anxiety) پر قابو پاسکتا ہے لیکن اس کے برعکس قیوم اس نفسیاتی بے چینی Anxiety کو اپنے لاشعور سے شعور کی طرف منعکس کرتا ہے اور ایک اعصابی مریض کی سی سوچ اور خیالات میں رہ کر اپنے لاشعور کی تسکین کرنے کی ناکام کوشش کرتا رہتا ہے جس کے سبب اس کی ذہنی اور نفسیاتی حالت انتہائی خستہ حال ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

> "وہ ہر وقت میرے ذہن میں ایک پٹی ہوئی دھن کی طرح بجتی رہی۔ کبھی کبھی مجھے اس کی شکل واضح دیواروں پر کھڑکی کے شیشے میں، تکیے پر کتابوں کے صفحوں پر نظر آئی۔ میں آدھی آدھی رات تک شہ نشین پر بیٹھا، چاند کو تکے جانے میں ایک گمشدہ جنت کے بہت قریب نظر آنے کی راحت ملتی۔" (۱۳)

ان اقتباسات کے ضمن میں قیوم کے کردار اور محسوسات دونوں ہی آتے ہیں اس کی داخلی نوعیت کے محسوسات کا نفسیات کے حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو قیوم ایک پراگندہ ذہن کا مالک ہے اس کے بے بنیاد خیالات، کم خوابی دراصل جذباتی انتشار اور ذہنی بیماری کی علامتیں ہیں قیوم کی کئی مشکلات کا تعلق کردار سے ہے جس کا معروضی (Objective) مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اس کی روزافزوں نااہلیت کم خوابی چہرے کے تاثرات، سگریٹ نوشی کی زیادتی ان سب کا بظاہر مشاہدہ کر کے اس کے کردار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے دوسری طرف اس کی افسردگی، سیمی کے متعلق جذبات واحساسات یہ داخلی نوعیت کے محسوسات ہیں جن کا براہ راست مشاہدہ ممکن نہیں لیکن کردار کے مشاہدے سے اس کے نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں سیمی کی ناگہانی موت کے بعد بھی قیوم کے حواس میں زندہ رہتی ہے۔ عابدہ سے تعلق قائم کرنے کے پس پردہ بھی سیمی شاہ کے خیالات ہی ہیں۔ قیوم اور سیمی شاہ سوشیالوجی کے طلباء تھے جن کا دائرہ علم وسیع تھا۔ جبکہ عابدہ ایک کم عقل اور کم پڑھی

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

لکھی کردار کے طور پر نظر آتی ہے لیکن قیوم کی عابدہ کے ساتھ جس طرح کی گفتگو نظر آتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیوم اپنے حواس سے بے گانہ ہو کر گفتگو کرتا ہے:

> "جب کبھی کسی شخص کے اندر مرنے کی آرزو تکمیل کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس کے وجود پر اس کا mortido غالب آنے لگتا ہے سمجھتی ہو۔ ایسے میں موت سے بچانے کے لیے اس کا libido جنس کا آخری سہارا لیتا ہے۔ پھر اسے صرف جنس سے زندگی مستعار مل سکتی ہے اس کی creative self کے پاس موت سے لڑنے کے لیے اور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا۔ تم نے دیکھا نہیں جنگ کے دنوں میں بچے کس قدر زور و شور سے پیدا ہوتے ہیں۔ موت کے سامنے مرد و عورت کس قدر شدت سے ایک ہو جاتے ہیں۔ سپاہی مرنے سے پہلے زندہ رہنے کے لیے اپنی بقا کی خاطر صرف جنس کا سہارا لیتا ہے۔"(۱۴)

ایسی گفتگو ایک کم پڑھی لکھی عورت سے کرنا بے معنی ہے جبکہ قیوم خود بھی عابدہ کی کم عقلی کے بارے میں جانتا ہے عابدہ کے متعلق اس کے خیالات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

> "اس کی عقل بند، کیل لگی کھوپڑی میں ان باتوں کی کوئی جگہ نہ تھی، لیکن میں کہتا گیا، یکدم اس نے مونگ پھلی کا تھیلا پلنگ پر پھینک دیا۔ حیرانی سے مجھے دیکھتی رہی اور بولی۔ یہ سب یہ باتیں تمھیں کس نے بتائی ہیں۔ "کتابوں نے" وہ پیار سے بولی قیومی خدا کے لیے ایسی کتابیں نہ پڑھا کرو۔ یہ تمھیں لادین بنا دیں گی۔"(۱۵)

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

قیوم کی تمام زندگی لامرکزیت کا شکار رہی۔ اس کی سوچ اور زندگی کو ایک نارمل انسان کی طرح محور حاصل نہ ہو سکا اسی لیے اس کی سوچ میں انتشار رہتا ہے۔ قیوم ناول کے آغاز میں اتنا پراگندہ ذہن کا مالک نہیں ہوتا جتنا سیمی شاہ سے عشق لاحاصل کے بعد ہو جاتا ہے اس کی ذہنی بیماری جسمانی بیماری کی وجہ بنتی ہے اسی لیے عابدہ اور امتل جیسے کرداروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی وجہ خود قیوم اخذ کر لیتا ہے۔ امتل کے متعلق اس کے خیالات سے خود قیوم کی سائیکی نظر آتی ہے۔

> "امتل کو اپنا سمجھنے کی صرف یہ وجہ تھی کہ شہر میں وہ اور میں بالکل تنہا تھے۔ میں ذہنی اور جسمانی طور تھا۔ وہ میری ماں کی عمر کی تھی۔ پھر اس کا اور میرا مسلک گدھ جاتی کا تھا۔ ہم دونوں مردار آرزوؤں پر پلے تھے۔ ہم دونوں بجھے ہوئے کارتوس تھے اور اتفاقاً ایسے اکٹھے ہوئے تھے جیسے کورس کرسٹی جیسی دوردراز جگہ میں اپنا ہم وطن ہم مشرب ہم زبان مل جائے۔"(۱۶)

سیمی شاہ سے عشق میں ناکامی سے جو ذہنی اذیت قیوم کو اٹھانی پڑی وہ اس کے لاشعور میں محفوظ رہی اور یہی لاشعوری اذیت اس کو شعور کے پردے پر بار بار کچوکے لگاتی رہتی ہے اسی اذیت سے پیچھا چھڑوانے کے لیے اور ازالہ کے طور عابدہ اور امتل جیسی عورتوں کے ساتھ تعلق بناتا ہے یہ دونوں عورتیں کسی طور بھی قیوم کی شخصیت سے مطابقت نہیں رکھتی لیکن قیوم چوں کہ عام اور صحت مند سوچ سے عاری ذہن کا مالک ہے اس لیے اس کا ان دو عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی حد تک سنجیدہ ہو جاتا اس کا لاشعور کے تابع نظر آتا ہے۔ خاص طور پر امتل کے حوالے سے قیوم کا اتنی جلدی اس کو شادی کے لیے کہنا عقل سے دوری ہے جبکہ وہ اس کی ماں کی عمر کی عورت ہے وہ ہیرامنڈی کی رہنے والی، ریڈیو اسٹیشن پر کام کرنے والی آزمودہ کار عورت ہے جس کے ساتھ قیوم کا کوئی جوڑ نہیں قیوم کے اپنے بارے میں خیالات سے اس کی ذہنی کشمکش کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

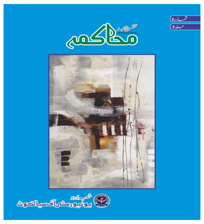

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"میں اندر سے اس قدر پراگندہ ہوں کہ concentrate نہیں کر سکتا سر۔
دراصل مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھے کیا چاہیے۔ میں کس لیے پریشان ہوں۔
میں ہر وقت سوچتا ہوں کہ کسی وقت غبار اترے تو میں اصلی پریشانی کو برہنہ
دیکھوں۔"(۱۷)

شاید اسی لیے قیوم کو اپنی زندگی کی سمت کا اندازہ ہی نہیں اور نہ ہی وہ اس کا تعین کرنے کے قابل ہے وہ توجہ اور محبت حاصل کر کے اپنے جذبات کا تزکیہ نفس کرنا چاہتا ہے۔ امتل کی طرف مائل ہونا بھی اس کی ذہنی پسماندگی کا نتیجہ ہے۔ اسی لیے وہ کہتا ہے کہ:

"امتل سے جب میری ملاقات ہوئی۔ میں ذہنی جسمانی جذباتی طور پر بہت
الجھا ہوا تھا۔ میرا دل بلال گنج کی ایسی دوکانوں سے مشابہ تھا جہاں ہر طرف
پرانا لوہا بکھرا ہوتا ہے، کاروں کی پرانی باڈیاں لوہے کی الماریاں، پہیے سریے
نٹ بونٹ گراریاں، پانے سیوک ہر طرف چیزوں کے انبار لیکن تالے
نہیں تھے نہ اپنے نہ پیرائے۔ بارش، جھکڑ، آندھی میں یہ سامان باہر صرف
اس امید پر پڑا رہتا ہے کہ کبھی شہر والوں کو کسی پرانے پرزے کی ضرورت
ہوگی تو وہ اسے یہاں سے خرید کر اپنی نئی کار، موٹر سائیکل یا پرنٹنگ مشین
میں لگالیں گے۔"(۱۸)

ذہنی اور جسمانی آسودگی کے حصول کے لیے قیوم کا امتل کی جانب مائل ہونا اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ اپنی ذہنی کشمکش سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کو سکون مل سکے۔ سیمی شاہ کی محبت میں ناکامی کے بعد وہ خود کو ناکارہ خیال کرتا ہے لیکن اس کے فطری جذبات امتل کے ساتھ رابطہ بڑھانے پر ابھارتے ہیں۔ اسی ضمن میں وہ اپنی بھابی کی جانب سے پاکیزہ زندگی کے حصول کی جانب اشارہ پاکر اسے سمجھاتا ہے کہ:

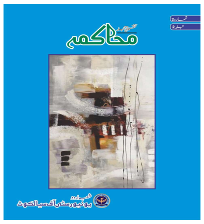

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"کچھ لوگ معاشرے کے قابل نہیں ہوتے معاشرے کے مطابق نہیں رہتے جسے کچھ جانور جنگل میں رہ کر جنگل لاء کے تحت زندگی بسر نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو محبت کی تلاش ہوتی ہے۔ لیکن وہ محبت کے اہل نہیں ہوتے۔ شادی کی نہ انہیں خواہش ہوتی ہے نہ ضرورت۔ بھابھی تم ہم کرگس جاتی کے لوگوں کو حلال کھانے پر کیوں مجبور کررہی ہو۔ ہم تو جنم جنم سے مردار پر پلے ہیں۔ ہمیں حلال سے کیا غرض؟"(۱۹)

سیمی شاہ کی موت، عابدہ کی اپنے خاوند کے گھر واپسی اور پھر امتل کا اپنے ابنارمل بیٹے کے ہاتھوں قتل ایسے صدموں کی مانند تھے جس نے قیوم کے حواس کو بالکل شل کر دیا۔ عابدہ اور پھر امتل کی طرف قدم بڑھانے کی پیچھے لاشعوری طور پر سیمی شاہ کی محبت ہی محرک تھی۔ لیکن اس کی تمام شعوری کوششیں اس کو سوائے اذیت دکھ اور ذہنی ناآسودگی میں مبتلا کر دیتی ہیں ایک عام انسان کی مانند قیوم ان حالات پر قابو پانے سے قاصر ہے اس کی ذہنی ناآسودگی اس کی جسمانی بیماری کی وجہ بھی بنتی ہے:

"کبھی کبھی آسمان کو تکتے مجھے آدھی رات ہو جاتی۔ چاند راتوں میں مجھے آدھی رات ہو جاتی۔ چاند راتوں میں مجھے لگتا جیسے میں   مہتاب کے ساتھ اوپر کی طرف اٹھ رہا ہوں۔ بالکل سمندر کی لہروں جیسی بیتابی مجھ میں پیدا ہو جاتی۔ چاند کی روشنی میرے وجود میں شبنم کی طرح اترتی اور میں محسوس کرتا کہ میرا جسم پتھر کی طرح ٹھنڈا رہنے لگا ہے۔ ایسے میں بار بار اپنے ہاتھ پاؤں دیکھتا۔ اس روشنی میں مجھے اپنے جسم پر قلعی کیے ہوئے برتن کا شبہ ہوتا میری آرزو ہوتی کہ میں کسی سارس کی طرح پیروں ایک ہی ٹانگ پر کھڑا رہوں چپ چاپ!"(۲۰)

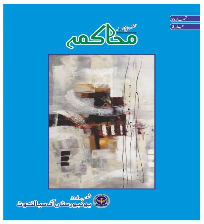

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

قیوم دراصل چیزوں کا مشاہدہ تو کرتا ہے لیکن اس میں توجہ یاAttentionکا عنصر مفقود ہوتا ہے توجہ ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے جس کی بدولت انسان کے آخذات یارد عمل کو آسان بنادیتے ہیں یا پھر مشکل اور بعض حالتوں میں ناممکن بنادیتے ہیں۔ توجہ کی کیفیت میں آخذات کے علاوہ عضلات اور شعور بھی سرگرم ہوتے ہیں۔ توجہ سے مراد دراصل شعور کی روشنی ہے قیوم احاطہ شعور کی تمام اشیاء کا شعور یکساں طور پر نہیں کرتا ہے کیوں کہ اس کا شعور مبہم اور دھندلا سا ہے وہ چیزوں کا شعور تو رکھتا ہے لیکن ان پر توجہ نہیں کر پاتا۔ شعور وسیع معنوں میں استعمال ہونے والی اصطلاح ہے جبکہ توجہ کا تعلق صرف شعور کے ایک حصہ سے ہے۔ جسے ماسکہشعور(focus of consiosness)کہتے ہیں قیوم کے شعور میں توجہ نہ ہونے کی بناپر اس کے خیالات اور احساسات گڈمڈ ہوتے رہتے ہیں۔ وہ خود کو ایسی چیزوں سے منسوب کرتا ہے جو انہونی ہیں۔ وہ خود کو نارمل انسان خیال نہیں کرتا۔ اس لیے اپنے متعلق اس قسم کے خیالات اس کے ذہن میں ابھرتے ہیں جو اس کے شعور پر غالب آجاتے ہیں:

> "جسمانی طور پر بھی میں نارمل نہ رہا تھا۔ سارا منہ کڑوا رہتا اور زبان پر کھتی رنگ کا لیپ چڑھا نظر آتا۔ دن کے وقت میں ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کچھ نہ کچھ کھانے کی کوشش کرتا لیکن سہ پہر کے قریب ایک غبار سا دماغ کو چڑھنے لگتا۔ پہلے معدے میں جلن شروع ہوتی۔ پھر جلن کا غبار بن کر سینے میں اوپر کی طرف اٹھنے لگتا مجھ محسوس ہوتا کہ تھوڑی دیر بعد میرا دل بند ہو جائے گا۔"(۲۱)

ذہنی طور پر ابنارمل شخص خود کو جسمانی طور پر ابنارمل خیال کرتا ہے قیوم کی ذہنی ابنارملٹی سے اس کی حس ذائقہ تک متاثر نظر آتی ہے زبان کی ساخت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ زبان کی دو تہیں ہیں۔ اوپر والی تہہ کو اپنی تھیلیم (Epitheliom)اوراندرونی تہہ کو تھیلیم(Theliom)کہتے ہیں۔ اندرونی تہہ میں حلیمے(Papillae)ہوتے ہیں۔ ان

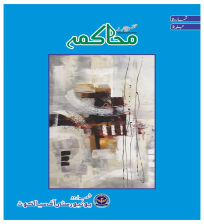

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

حلیموں میں ذائقے کے شگوفے(taste buds)ہوتے ہیں جن کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے۔ جب دماغ کے افعال ذہنی پراگندگی کے باعث متاثر ہوتے ہیں تو ذائقے کی حس بھی اپنا فعل سرانجام نہیں دے پاتی۔ قیوم کو اپنے خیالات کے ساتھ ساتھ اپنی زبان پر کڑواہٹ کا بھی احساس ہوتا رہتا ہے۔

"میں Anxiety اور Withdrawl کی وجہ سے کبھی دوست نہ بنا سکھا۔
کالج کے دوست تو چھوٹ ہی چکے تھے۔ اب ریڈیو سٹیشن سے بھی کوئی آجاتا
تو میں یہ بہانہ بنا دیتا کہ میں گھر پر نہیں ہوں۔ اندر سے یوں یخ ہو چکا تھا جیسے
کنویں میں اگے ہوئے خودرو پودے۔"(۲۲)

بیماری کی حالت میں فرد ذہنی طور پر بھی پریشان ہوتا ہے جس کی بناء پر وہ Anxiety محسوس کرنے لگتا ہے نتیجہ کے طور پر وہ کسی کام پر زیادہ دیر توجہ مرکوز نہیں رکھ پاتا اور انحراف توجہ کا شکار آسانی سے ہو جاتا ہے فرد کی قوت ارادی کمزور پڑ جاتی ہے جو کہ انحراف توجہ کا سبب بنتی ہے۔ ایک طرف قیوم کو یہ گمان گذرتا ہے کہ اس کی ذہنی حالت کے باعث وہ کوئی دوست نہ بنا سکا تو دوسری طرف وہ خود اپنی اس حالت پر جمود طاری رکھنے کے لیے تیار ہے۔ وہ کوئی فیصلہ ہی نہیں کر پاتا کہ دراصل وہ کیا چاہتا ہے؟

"صبح شیو کرتے وقت مجھے اپنی شکل یوں نظر آتی جیسے روشنی کی سفید کرن
طیف منشوری میں سے نکل کر سات رنگوں میں بدل جاتی۔ سادہ شیشے میں
میری شکل کئی شکلوں میں منتقل ہو جاتی۔ کسی عکس میں مونچھ غائب ہو جاتی
کسی حصے میں بابر بادشاہ جیسی داڑھی نظر آتی۔ کبھی کبھی اوپر والے ہونٹ
پر لپ اسٹک کا لیپ ہوتا۔ ناک میں چھوٹی سی نتھی ہوتی۔ کبھی کسی چہرے
کی آنکھیں غائب ہوتیں۔ آئینے میں نظر آنے والی صورتوں سے میں
خوفزدہ ہو جاتا پھر میں الماری کھول کر اندر دیکھتا مجھے یقین تھا کہ الماری میں

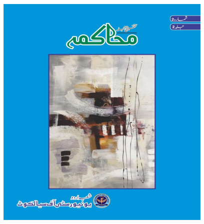

ٹرنک کے اندر گدے کے نیچے مجھ سے مشابہ کئی بونے رہتے ہیں اور کسی دن
مجھے اکیلا پاکر وہ مجھ پر اچانک حملہ آور ہو جائیں گے۔"(۲۳)

نفسیات کی زبان میں غلط ادراک کو فریبِ نظر (ILLUSION) کہتے ہیں۔ التباس یا فریب مہیج شے کا نامکمل ادراک ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ حواس کی کوئی خامی، کمزوری یا محدود صلاحیت ہوتی ہے جس کی وجہ سے مہیج کی غلط تعبیر ہوتی ہے۔ قیوم کی حالت بھی کچھ ایسی ہی نفسیاتی التباس میں مبتلا ہے التباس کے زیر اثر وہ مختلف اشیاء کو سمجھنے سے قاصر ہے اور ان کو غلط معانی اور مطالب دیتا ہے ایسے فریب اس کے احساسات کی غلط ترجمانی کے باعث پیدا ہوتے ہیں قیوم کے خیالات اور احساسات ایک مرکز پر مرتکز ہونے سے قاصر ہوتے ہیں:

"اس دن کے بعد میری زندگی کا ہر لمحہ موت کے متعلق سوچنے میں گزرنے لگا۔ موت کے ساتھ ہم کلامی کے بعد مجھ میں ایسا خوف پیدا ہو جاتا کہ میں سر سے پاؤں تک پسینے میں بھیگ جاتا۔ مجھے گرد و پیش کی سدھ بدھ نہ رہتی اور کئی بار ایک ہی پوزیشن میں کتنی کتنی دیر بیٹھا یا کھڑا رہتا۔ مجھے لگتا تھا جیسے میں اسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ موت کا منتظر رہوں۔ میں جیتے جی کسی عورت کے عشق کا سہارا لے کر آزاد نہیں ہو سکتا۔ خواہشات کے خوش رنگ اور عطر بیز جنگل سے اگر کوئی چیز مجھے نکال سکتی ہے تو وہ صرف موت ہے اور اگر میں جسمانی طور پر نہ بھی مر سکوں تو بھی مجھے مر ہی جانا چاہئے۔"(۲۴)

مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ (Frued) کے نزدیک زندگی کی بنیاد دو جبلتوں پر ہے۔ (۱) زندگی کی بقا کی جبلت جسے وہ (Eros) کہتا ہے۔ (۲) زندگی کے خاتمہ کی جبلت جسے (Thanatos) کہتا ہے۔ (EROS) تعمیر اور بقاء کی علامت ہے انسان کا اپنی زندگی سے پیار کرنا، اپنے اور دوسروں کے لیے اچھا چاہنا اسی جبلت کے زیر اثر ہے جب

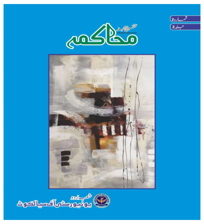

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کہ (Thanatos) خود کو فنا کرنے اور تخریب کی علامت ہے۔ فرائڈ کے نزدیک کسی فرد کی شخصیت کی نشوونما انہی دونوں قوتوں کے ٹکراؤ کے نتیجے میں پروان چڑھتی ہے تعمیر کی قوت قیوم کے اندر ختم ہو چکی ہے اس کی سماجی زندگی کی بدولت تخریب اور فنا کی قوت نے (EROS) کی قوت کر دبا دیا۔ زندگی محرومیوں اور تلخیوں سے پریشان ہو کر نہ صرف وہ خود پریشان حال ہو چکا ہے بلکہ وہ خود کو زندگی کی ناکامیوں کا ذمہ دار بھی ٹھہرانے لگتا ہے۔ قیوم کا خود پر بھروسہ نہ ہونا اس کا احساس کمتری اور ذہنی پسماندگی کا ثبوت ہے:

> "یکدم سیمی میری نظروں میں گھوم گئی۔ پتہ نہیں اتنی دیر سے میں نے باپ کی رٹ کیوں لگا رکھی تھی؟ مجھے سیمی سے ملنے کی آرزو تھی۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ دنیا کے جھنجھٹ سے نکل کر کیا اب وہ شانتی سے ہے کہ اب بھی اس کی روح لندن کی سڑکوں پر آفتاب کے تعاقب میں بھٹکتی ہے؟ کبھی اسے میرا خیال بھی آیا ہے کہ مرنے کے بعد فروعی تعلقات یاد نہیں رہتے؟" (۲۵)

قیوم کو اپنے احساسات (Feelings) پر کنٹرول تک نہیں رہتا وہ ہیجان کا شکار ہو جاتا ہے۔ عموماً جب ہیجان فرد کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے تو کچھ عرصہ کے لیے فرد اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے اور اس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ قیوم بھی ہیجان کا شکار ہے اسے خود ہی معلوم نہیں کہ آخر وہ کیا چاہتا ہے۔ وہ حالات کا مقابلہ کرنا ہی نہیں چاہتا۔ اپنی ناکامیوں کو غالب آنے کے لیے وہ خود مواقع فراہم کرتا ہے۔ سیمی کی موت کے بعد بھی اس سے ملنے کی خواہش غیر فطری ہے اور اس خواہش کو پایہ تکمیل پہنچانے کے لیے وہ ایسی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ نارمل انسانی ذہن کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اپنی بیوی روشن کو بھی وہ اپنے عاشق کے پاس جانے دیتا ہے۔ اس کی بیوی بتاتی ہے کہ اس کے پیٹ میں کسی اور کا بچہ ہے تو یہ بات بھی اس پر اثرانداز نہیں ہوتی۔ جاتے سمے وہ کہتی ہے:

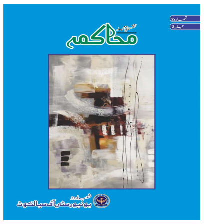

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

"میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ شاید کل وقت نہ ملے۔ آپ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ اگر آپ میرے بچے کو قبول کر لیتے تو۔ تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتی۔ زندگی میں پہلی بار ایک ٹھنڈا جھونکا میرے بند دل میں گھس آیا۔ تم تم یہاں رہنا چاہتی ہو میرے پاس؟ آپ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں۔ آپ نے مجھے سب کچھ دیا اور پلٹ کر کچھ بھی نہیں مانگا۔ صرف احسانات؟۔ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔ یکدم اس کی آنکھوں کے جھرنے بند ہوئے۔ اگر اگر میں تم کو نہ جانے دوں روشن تو تو افتخار کو بھلا سکو گی؟ اس نے نظریں جھکا لیں۔ جی نہیں۔ یہ ممکن نہیں میں نے آخری بار کسی کو زخم عطا کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔"(۲۶)

وہ لاشعوری طور پر اس بات کا بھی متمنی ہوتا ہے کہ وہ اس کے پاس رک جائے۔ اس کے ساتھ زندگی گزارے لیکن روشن کے قیوم کے ساتھ رہنے سے انکار کے ساتھ ہی قیوم بغیر کسی تگ ودو کے ہتھیار ڈال دیتا ہے کیوں کہ وہ ذہنی طور پر اس قدر پراگندہ اور انتشار کا شکار ہو چکا ہے کہ وہ حالات کو ساز گار بنانے کے لیے کوئی مثبت کوشش ہی نہیں کرتا:

"افراہیم خوابوں کی آخری سیڑھی پر سر بسجود تھا میں پاگل پن کی پہلی اور اسفل ترین سیڑھی پر محبوب کھڑا تھا۔ اور ہم دونوں کے درمیان انسان کا مسئلہ ارتقاء کھنچی کمان کی مانند بنا ہوا تھا۔ انسان کو ابنارمل سے سوپر نارمل تک پہنچنے کے لیے جانے ابھی کس کس منزل سے گزرنا ہے؟"(۲۷)

آفتاب کے بیٹے افراہیم سے ملاقات کے بعد قیوم کو اپنے اندر کے ہیجان کے متعلق بیت سے سوالات کا جواب مل جاتا ہے۔ نفسیات کے مطابق جب کسی غیر واضح اور مبہم صورتحال سے فرد کا واسطہ پڑتا ہے تو اس وقت وہ وقوفی الہام کی ذہنی حالت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ صورتحال فرد کے لیے ذہنی پریشانی کا باعث بنتی ہے اور فرد جلد از جلد اس صورتحال سے نکلنا

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

چاہتا ہے۔ وقوفی الہام کی کیفیت فرد کے لیے تحریک کا سبب بنتی ہے۔ افراہیم کی ذہنی حالت اور آفتاب کی پریشان حالت قیوم کے لیے تحریک کا باعث بنتی ہے جس سے قیوم الہام سے واضح کی طرف کا سفر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

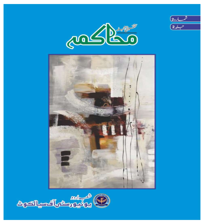

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

حوالہ جات

۱۔ نیلم فرزانہ، اردو ادب کی خواتین ناول نگار، لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۲ء، ص: ۳۱۲۔۳۱۱

۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، جوش کا نفسیاتی مطالعہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء، ص: ٦٧

۳۔ بانو قدسیہ، راجہ گدھ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰٦ء، ص: ۴۰۱۔۴۰۰

۴۔ ایفرم روزن، ابنارمل نفسیات، مترجم: ذکیہ مشہدی، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۱۹۔۱۸

۵۔ بانو قدسیہ، راجہ گدھ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۱

٦۔ ایضاً، ص: ۱۵

۷۔ ایضاً، ص: ۴۱

۸۔ ایضاً، ص: ۴۷

۹۔ ایضاً، ص: ٦۱

۱۰۔ ایضاً، ص: ٦۱

۱۱۔ ایضاً، ص: ۱۲٦

12- SheherBano, Mrs., Book of psychology, Lahore: Shepublishers, 2008, P-94

۱۳۔ بانو قدسیہ، راجہ گدھ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۲۵

۱۴۔ ایضاً، ص: ۲۳۳

۱۵۔ ایضاً، ص: ۲۳۴۔۲۳۳

۱٦۔ ایضاً، ص: ۳۳۳

۱۷۔ ایضاً، ص: ۲۹۴۔۲۹۳

۱۸۔ ایضاً، ص: ۳۳۸

۱۹۔ ایضاً، ص: ۳۴۱

۲۰۔ ایضاً، ص: ۳۸۴

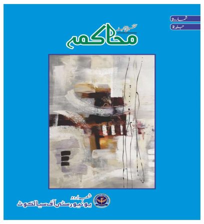

ISSN (Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ایضاً، ص:۳۸۵

۲۳۔ ایضاً، ص:۳۸۶

۲۴۔ ایضاً، ص:۴۰۲۔۴۰۱

۲۵۔ ایضاً، ص:۴۲۴

۲۶۔ ایضاً، ص:۴۴۱۔۴۴۰

۲۷۔ ایضاً، ص:۴۵۲